فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۸۰)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ سَبَّ أَصْحَابِي فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ .

''جس نے میرے صحابہ کو برا بھلا کہا، اس پر اللہ، فرشتوں اور پوری انسانیت کی لعنت ہو۔''

(المُعجم الكبير للطّبراني : 12709)

جواب: اس کی سند سخت ضعیف ہے۔

① عیسیٰ بن محمد ابن القاسم صیدلانی ''مجہول'' ہے۔

② عبداللہ بن خراش ''ضعیف و منکر الحدیث'' ہے۔

❀ یہی روایت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

(الدّعاء للطّبراني : 2108)

سند سخت ضعیف ہے۔

① ابوشیبہ یوسف بن ابراہیم ''ضعیف و منکر الحدیث'' ہے۔

❀ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَرْوِي عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَا لَيْسَ مِنْ حَدِيثِهٖ لَا تَحِلُّ الرِّوَايَةُ

عَنْهُ وَلَا الِاحْتِجَاجُ بِهِ لِمَا انْفَرَدَ مِنَ الْمَنَاكِيرِ عَنْ أَنَسٍ وَأَقْوَامٍ مَشَاهِيرَ.

''یہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منسوب ایسی روایات بیان کرتا ہے، جو سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی مرویات میں سے نہیں ہیں، اس سے روایت لینا اور اس کی روایات سے حجت پکڑنا جائز نہیں، کیونکہ یہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ اور مشہور راویوں سے منکر روایات بیان کرنے میں منفرد ہے۔''

(كتاب المَجروحين : 134/3)

② علی بن یزید صدائی ''ضعیف'' ہے۔

❁ یہ روایت سیدنا عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

(المستدرك للحاكم : 6656)

سند ضعیف ہے۔

① عبدالرحمٰن بن سالم بن عتبہ ''مجہول'' ہے۔

② سالم بن عتبہ ''مجہول الحال'' ہے۔

❁ یہی روایت سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے۔

(حِلية الأولياء لأبي نعيم : 350/3)

سند سخت ضعیف ہے۔ ابو ربیع اشعث بن سعید بصری ''ضعیف و متروک'' ہے۔

جس سند میں ابو ربیع کی متابعت ہوئی ہے، وہ سند جھوٹی ہے، محمد بن فضل بن عطیہ ''متروک و کذاب'' ہے۔

❁ اسی معنی کی ایک روایت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے۔

(المُعجم الكبير للطّبراني : 13588)

سند ضعیف ہے۔

① عبداللہ بن سیف ''مجہول'' ہے۔اس کی منکر روایات ہیں۔

❀ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ رَأَيْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَيْفٍ هٰذَا غَيْرَ حَدِيثٍ مُنْكَرٍ .

''میں نے عبداللہ بن سیف کی کئی منکر احادیث دیکھی ہیں۔''

(الكامل في ضعفاء الرجال : 405/5)

❀ حافظ عقیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حَدِيثُهٗ غَيْرُ مَحْفُوظٍ بِالرَّفْعِ، وَهُوَ مَجْهُولٌ بِالنَّقْلِ .

''اس کی مرفوع حدیث غیر محفوظ ہوتی ہے، یہ نقل روایت میں مجہول ہے۔''

(الضعفاء الكبير : 264/2)

② عطاء کا سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سماع نہیں۔

❀ حافظ عقیلی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

(الضعفاء الكبير : 264/2)

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

صَوَابُهٗ مُرْسَلٌ .

''اس روایت کا مرسل ہونا ہی درست ہے۔''

(ميزان الاعتدال : 438/2)

❀ سنن ترمذی (٣٨٦٦) والی سند بھی سخت ضعیف ومنکر ہے۔سیف بن عمر

کوفی ''ضعیف ومتروک'' ہے۔

❁ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ .

''یہ حدیث منکر ہے۔''

❁ اسی معنی کی روایت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

(لمُعجم الأوسط للطّبراني : 1846)

سند سخت ضعیف ہے۔ عطیہ عوفی بالاتفاق ضعیف اور مدلس ہے۔ یہ محمد بن سائب کلبی کذاب کو ابوسعید کنیت سے ذکر کرتا ہے، تاکہ یہ وہم ڈالے کہ یہ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ہیں۔ یہ روایت بھی سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہے۔

اس روایت کے بعض مرسل شواہد بھی ہیں، مرسل روایت ضعیف ہوتی ہے، مزید یہ کہ ان کی سندیں بھی ضعیف ہیں۔

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❁ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن کی طرف بھیجا اور فرمایا:

يَا مُعَاذُ إِذَا كَانَ الشِّتَاءُ فَغَلِّسْ بِالْفَجْرِ ...... فَإِذَا كَانَ الصَّيْفُ فَأَسْفِرْ بِالْفَجْرِ .

''معاذ! جب موسم سرما ہو، تو فجر کو اندھیرے میں پڑھنا...... جب موسم گرما ہو، تو فجر کو روشنی میں پڑھنا۔''

(حلية الأولياء لأبي نُعيم : 249/8، أخلاق النّبي وآدابه صلى اللّٰه عليه وسلم

لأبي الشّيخ : 168)

(جواب): من گھڑت روایت ہے۔منہاج بن جراح بالا تفاق متروک وضعیف ہے۔

(سوال): جس نے سورج طلوع ہونے سے پہلے ایک رکعت پڑھ لی، تو کیا اس کی نماز فجر ادا ہوگئی یا نہیں؟

(جواب): جس نے سورج طلوع ہونے سے پہلے ایک رکعت پالی، وہ نماز مکمل کرے، اس کی نماز ہوگئی ہے، اسے نماز دہرانے کی ضرورت نہیں۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الصُّبْحِ رَكْعَةً قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ، فَقَدْ أَدْرَكَ الصُّبْحَ، وَمَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ، فَقَدْ أَدْرَكَ الْعَصْرَ.

''جس نے طلوعِ آفتاب سے پہلے نمازِ صبح کی ایک رکعت پالی، اس نے نمازِ صبح پالی اور جس نے غروبِ آفتاب سے پہلے عصر کی ایک رکعت پڑھ لی، اسے نے عصر کی نماز پالی۔''

(صحيح البخاري : 579، صحيح مسلم : 607)

یہ روایت صحیح مسلم (۶۰۹) میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے۔

یہ حدیث مبارک اپنے مفہوم میں واضح ہے کہ جس نے غروبِ آفتاب سے پہلے عصر کی ایک رکعت پالی، باقی رکعات ادا کرلے، تو اس کی نماز عصر صحیح ہے، اگر طلوع آفتاب سے پہلے نمازِ فجر کی ایک رکعت پالی، دوسری رکعت ادا کرنے پر نمازِ فجر ادا ہوجائے گی۔

❀ اس حدیث کے تحت حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا دَلِيلٌ صَرِيحٌ فِي أَنَّ مَنْ صَلَّى رَكْعَةً مِّنَ الصُّبْحِ أَوِ الْعَصْرِ ثُمَّ خَرَجَ الْوَقْتُ قَبْلَ سَلَامِهٖ لَا تَبْطُلُ صَلَاتُهٗ بَلْ يُتِمُّهَا وَهِيَ صَحِيحَةٌ وَهٰذَا مُجْمَعٌ عَلَيْهِ فِي الْعَصْرِ وَأَمَّا فِي الصُّبْحِ فَقَالَ بِهٖ مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَالْعُلَمَاءُ كَافَّةً إِلَّا أَبَا حَنِيفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَإِنَّهٗ قَالَ : تَبْطُلُ صَلَاةُ الصُّبْحِ بِطُلُوعِ الشَّمْسِ فِيهَا لِأَنَّهٗ دَخَلَ وَقْتُ النَّهْيِ عَنِ الصَّلَاةِ بِخِلَافِ غُرُوبِ الشَّمْسِ، وَالْحَدِيثُ حُجَّةٌ عَلَيْهِ.

''یہ حدیث واضح دلیل ہے کہ جس نے صبح یا عصر کی نماز کی ایک رکعت پڑھی، پھر سلام پھیرنے سے پہلے اس نماز کا وقت ختم ہو گیا، اس کی نماز باطل نہیں ہو گی، بلکہ وہ اپنی نماز کو پورا کرے گا اور اس کی نماز صحیح ہے۔ عصر کے بارے میں تو اجماع ہے، فجر کے بارے میں امام ابوحنیفہ کے علاوہ باقی سب ائمہ مثلاً امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل وغیرہم رحمہم اللہ اسی کے قائل ہیں، مگر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اگر نمازِ فجر کے دوران سورج طلوع ہو گیا، تو نماز باطل ہو جائے گی، کیونکہ یہ نماز کا ممنوع وقت ہے، جبکہ غروبِ آفتاب کا وقت ممنوع نہیں، یہ حدیث ان کے خلاف حجت ہے۔''

(شرح مسلم :222-221/1)

❁ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الْعَصْرِ

قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَمَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصُّبْحِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ مُدْرِكًا لِلصَّلَاتَيْنِ وَجَمَعَ بَيْنَهُمَا فَلَا مَعْنٰى لِتَفْرِيقِ مَنْ فَرَّقَ شَيْئَيْنِ جَمَعْتِ السُّنَّةُ بَيْنَهُمَا وَلَوْ جَازَ أَنْ تَفْسُدَ صَلَاةُ مَنْ جَاءَ إِلٰى وَقْتٍ لَا تَحِلُّ الصَّلَاةُ فِيهِ أَلْزَمُ أَنْ تَفْسُدَ صَلَاةُ مَنِ ابْتَدَأَهَا فِي وَقْتٍ لَا تَجُوزُ الصَّلَاةُ فِيهَا وَلَيْسَ فِيمَا ثَبَتَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا التَّسْلِيمُ لَهٗ، وَتَرْكُ أَنْ يُحْمَلَ عَلَى الْقِيَاسِ وَالنَّظَرِ .

''نبی کریم ﷺ نے اس شخص کو نماز پانے والا قرار دیا ہے، جس نے غروب آفتاب سے پہلے عصر کی ایک رکعت پالی یا طلوعِ آفتاب سے پہلے صبح کی ایک رکعت پالی، نیز آپ ﷺ نے ان دونوں نمازوں کا ایک ساتھ ذکر کیا ہے، چنانچہ سنت نے جن چیزوں کو جمع کیا ہے، انہیں الگ کرنا درست نہیں، اگر ایسے شخص کی نماز فاسد ہوگی، جس نے مکروہ وقت میں نماز ادا کی تو لازم تھا کہ اس کی نماز شروع ہی سے باطل ہو جاتی، حالانکہ جو کچھ نبیٔ اکرم ﷺ سے ثابت ہے، اسے تسلیم کرنا اور قیاس پر محمول نہ کرنا ہی واجب ہے۔''

(الأوسط : 349/2)

❁ علامہ کرمانی رحمہ اللہ (۷۸۶ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ أَنَّهٗ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ فَصَلّٰى رَكْعَةً ثُمَّ خَرَجَ الْوَقْتُ مُدْرِكًا لِأَدَائِهَا وَتَكُونُ كُلُّهَا أَدَاءً وَهُوَ الصَّحِيحُ .

''اس حدیث (ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ) سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جو شخص نماز میں داخل ہوا، اس نے ایک رکعت پڑھی اور وقت ختم ہو گیا، تو وہ ساری کی ساری نماز کو پانے والا ہے، یہی صحیح اور درست ہے۔''

(شرح صحیح البخاري : 201/4)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا أَدْرَكْتَ رَكْعَةً مِّنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ، فَصَلِّ إِلَيْهَا أُخْرٰى .

''اگر آپ سورج طلوع ہونے سے پہلے نماز فجر کی ایک رکعت پالیں، تو اس کے ساتھ دوسری رکعت بھی پڑھ لیں (نماز مکمل کرلیں)۔''

(مسند الإمام أحمد : 236/2، 490، وسندهٗ صحيحٌ)

یہ حدیث نصِ صریح ہے کہ جس نے سورج طلوع ہونے سے پہلے نمازِ فجر کی ایک رکعت پالی، وہ دوسری رکعت پڑھ کر نماز مکمل کرے گا۔

❁ امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا إِجْمَاعٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ لَا يَخْتَلِفُونَ فِي أَنَّ هٰذَا الْمُصَلِّيَ فُرِضَ عَلَيْهِ وَاجِبٌ أَنْ يَأْتِيَ بِتَمَامِ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَتَمَامِ صَلَاةِ الْعَصْرِ .

''اس پر مسلمانوں کا بلا اختلاف اجماع ہے کہ ایسے نمازی پر نمازِ صبح اور نمازِ عصر مکمل کرنا واجب ہے۔''

(التّمهيد : 273/3)

③ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَلَّى سَجْدَةً وَاحِدَةً مِنَ الْعَصْرِ قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ، ثُمَّ صَلَّى مَا بَقِيَ بَعْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ فَلَمْ تَفُتْهُ الْعَصْرُ، قَالَ: وَمَنْ سَجْدَةً وَاحِدَةً مِنَ الصُّبْحِ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ، ثُمَّ صَلَّى مَا بَقِيَ مِنَ طُلُوعِ الشَّمْسِ فَلَمْ تَفُتْهُ الصُّبْحُ .

''جس نے نمازِ فجر کی ایک رکعت سورج غروب ہونے سے پہلے پڑھ لی، باقی ماندہ نماز سورج غروب ہونے کے بعد پڑھ لی، اس سے عصر کی نماز فوت نہیں ہوئی، فرمایا: جس نے نمازِ فجر کی ایک رکعت سورج طلوع ہونے سے پہلے پڑھ لی، باقی ماندہ نماز سورج طلوع ہونے کے بعد پڑھی، اس کی صبح فوت نہیں ہوئی۔''

(مُسند السّراج : 936، وسندہٗ صحیحٌ)

دیگر عمومی روایات بھی اس مسئلہ کی مؤید ہیں۔

❁ عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''میں نے اپنے والد امام احمد رحمہ اللہ سے پوچھا کہ اس شخص کا کیا حکم ہے، جس نے نمازِ فجر پڑھی، جب رکعت ادا کر کے دوسری کے لیے کھڑا ہوا، تو سورج طلوع ہو گیا، فرمایا: وہ اپنی نماز مکمل کرے، یہ جائز ہے۔''

(مسائل أحمد لابنه عبد اللّٰه : 54)

❁ مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کہتے ہیں:

''حدیثِ باب حنفیہ کے بالکل خلاف ہے، مختلف مشائخِ حنفیہ نے اس کا جواب دینے میں بڑا زور لگایا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ کوئی شافی جواب نہیں دیا جا سکا، یہی وجہ ہے کہ حنفیہ مسلک پر اس کو مشکلات میں شمار کیا گیا ہے۔''

(درسِ ترمذی:1/434)

۞ نیز اس مسئلہ میں اپنے دلائل پر تبصرہ کرنے کے بعد کہتے ہیں:

''خود صاحب معارف السنن (علامہ محمد یوسف بنوری) نے حضرت شاہ صاحب (علامہ انور شاہ کشمیری) کی اس توجیہ کو بہت مفصل اور موجہ کر کے بیان کیا ہے، لیکن آخر میں خود انہوں نے بھی یہ اعتراض کیا ہے شرح صدر اس پر بھی نہیں ہوتا، اس کے علاوہ ان تمام توجیہات پر ایک مشترک اعتراض یہ ہے کہ حدیث کو اپنے ظاہر سے مؤوّل کرنا کسی نص یا دلیل شرعی کی وجہ سے ہوسکتا ہے اور اس معاملہ میں تفریق بین الفجر والعصر کے بارے میں حنفیہ کے پاس نصِ صریح نہیں، صرف قیاس ہے اور وہ بھی مضبوط نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس مسئلہ میں حنفیہ کی طرف سے کوئی ایسی توجیہ اب تک احقر (محمد تقی عثمانی) کی نظر سے نہیں گزری، جو کافی اور شافی ہو، اس لیے حدیث کو توڑ مروڑ کر حنفیہ کے مسلک پر فٹ کرنا کسی طرح مناسب نہیں، یہی وجہ ہے کہ حضرت (علامہ رشید احمد) گنگوہی نے فرمایا کہ اس حدیث کے بارے میں حنفیہ کی تمام تاویلات باردہ ہیں اور حدیث (ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ) میں کھینچ تان کرنے کے بجائے کھل کر یہ کہنا چاہیے کہ اس بارے میں حنفیہ کے دلائل ہماری سمجھ میں نہیں آسکے، اور ان اوقات میں نماز پڑھنا ناجائز تو ہے، لیکن اگر کوئی پڑھ لے تو ہو جائے گی۔ حضرت گنگوہی کے علاوہ صاحبِ بحر الرائق (علامہ ابنِ نجیم) اور علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی نے بھی دلائل کے اعتبار سے ائمہ ثلاثہ (امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام مالک رحمہم اللہ) کے مسلک کو ترجیح دی ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ امام ابو

یوسف سے ایک روایت یہ مروی ہے کہ طلوعِ شمس سے فجر کی نماز فاسد نہیں ہوتی۔“

(درسِ ترمذی:1/439-440)

سوال: حدیث میں ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھنا حکم ہے، اس کا کیا مفہوم ہے؟

جواب: اس پر اجماع ہے کہ ظہر کا وقت زوال کے ساتھ ہی شروع ہو جاتا ہے۔

① امام ابن منذر رحمہ اللہ (م:۳۱۸ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعُوا عَلٰى أَنَّ وَقْتَ الظُّهْرِ، زَوَالُ الشَّمْسِ .

”اجماع ہے کہ ظہر کا وقت سورج کے زوال سے شروع ہو جاتا ہے۔“

(الإجماع : ٣٦)

نیز دیکھیں: (الأوسط لابن المنذر : ٣٢٦/٢، ٣٥٥، الإستذكار لابن عبد البر : ٣٨/١، التّمهيد لابن عبد البر : ٧١/٨، المبسوط للسّرخسي : ١٤٢/١، عارضة الأحوذي لابن العربي : ٢٥٥/١، بدائع الصّنائع للكاساني : ٣٥٠/١، المجموع للنووي : ٢٤/٣، فتح الباري لابن حجر : ٢١/٢، وغيرهم)

وہ احادیث جن میں نماز ظہر کو گرمی کی وجہ سے ٹھنڈا کرنے کا حکم ہے، ان سے مراد بقدر حاجت اول وقت سے کچھ مؤخر کرنا ہے۔ ہمارے ہاں تو موسم سرما میں بھی ظہر کو مؤخر کیا جاتا ہے۔ یہ سراسر احادیث کی خلاف ورزی ہے۔

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❀ سیدنا ابو محذورہ رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:

إِذَا أَذَّنْتَ الْمَغْرِبَ فَاحْدُرْهَا مَعَ الشَّمْسِ حَدْرًا .

”جب آپ مغرب کی اذان کہیں، تو سورج غروب ہونے کے ساتھ ہی جلدی

جلدی اذان کہیں۔''

(المعجم الكبير للطّبراني : 6744)

(جواب): سند ضعیف ہے۔ یحییٰ بن عبدالحمید حمانی ''ضعیف'' ہے۔

(سوال): جس نے اذان کہی، کیا اقامت بھی وہی کہے گا؟

(جواب): بہتر یہی ہے کہ اذان کہنے والا ہی اقامت کہے، البتہ کوئی دوسرا کہہ دے، تو کوئی حرج نہیں۔

❁ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵۶ھ) فرماتے ہیں:

جَائِزٌ أَنْ يُقِيمَ غَيْرُ الَّذِي أَذَّنَ؛ لِأَنَّهُ لَمْ يَأْتِ عَنْ ذٰلِكَ نَهْيٌ يَّصِحُّ .

''یہ جائز ہے کہ مؤذن کے علاوہ کوئی دوسرا شخص اقامت کرے، کیونکہ اس بارے میں کوئی ممانعت ثابت نہیں۔''

(المحلّٰى : 184/2، الرقم : 329)

اس بارے میں مروی روایات ضعیف ہیں۔

❁ زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَذَّنَ فَهُوَ يُقِيمُ .

''جو اذان کہے، وہی اقامت کہے۔''

(سنن أبي داود : 514، سنن التّرمذي : 199، سنن ابن ماجه : 717)

سند ضعیف ہے۔ عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم افریقی ضعیف ہے۔

❁ امام ابوزرعہ رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

(سؤالات البرذعي لأبي زرعة : 517/2)

❁ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

حَدِيثُ الْأَفْرِيقِيِّ غَيْرُ ثَابِتٍ، وَأَحَبُّ إِلَيْنَا أَنْ يُقِيمَ مَنْ أَذَّنَ .

''افریقی والی حدیث ثابت نہیں، البتہ مجھے بہتر یہی لگتا ہے کہ اذان کہنے والا ہی اقامت کہے۔''

(الأوسط : 52/3)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

(خلاصة الأحكام : 297/1)

❁ طبقات المحدثین لابی الشیخ (۳۹۶/۲) والی سند بھی ضعیف ہے۔

① داود بن میسرہ (والصواب: عبدالغفار بن میسرہ) ''مجہول'' ہے۔

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم : 54/6)

② عبد الغفار بن میسرہ اور سیدنا زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ عنہ کے درمیان ''رجل''، مبہم کا واسطہ ہے۔

③ مبارک بن فضالہ مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

❁ سیدنا عبداللہ بن زید بن عبد ربہ رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

أَنَا أَرَى الرُّؤْيَا وَيُؤَذِّنُ بِلَالٌ قَالَ : فَأَقِمْ أَنْتَ .

''اذان کو خواب میں میں نے دیکھا تھا، جبکہ دی بلال رضی اللہ عنہ نے ہے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چلیں آپ اقامت کہہ لینا۔''

(مسند أبي داود الطيالسي : 1199، سنن أبي داود : 512)

سند ضعیف ہے۔

① محمد بن عمر وواقفی انصاری ''ضعیف'' ہے۔

② عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن زید انصاری ''مجہول الحال'' ہے۔

اس سند میں عجیب وغریب تصحیف ہوئی ہے۔

❁ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فيهِ نَظَرٌ لِأَنَّهُ لَمْ يُذْكَرُ سَمَاعُ بَعْضِهِمْ مِنْ بَعْضٍ .

''اس سند میں شدید اختلاف ہے، اس لیے کہ بعض راویوں کا بعض سے سماع نہیں ہے۔''

(التاريخ الكبير : 183/5)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّمَا يُقِيمُ مَنْ أَذَّنَ .

''اقامت وہی کہے، جس نے اذان کہی ہے۔''

(ناسخ الحديث ومنسوخه لابن شاهين : 168)

سند سخت ضعیف ہے۔ سعید بن راشد مازنی ''متروک ومنکر الحدیث'' ہے۔

❁ امام ابوحاتم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''منکر'' کہا ہے۔

(علل الحديث : 233/2)

❁ امام ابوزرعہ رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

(سؤالات البرذعي لأبي زرعة : 517/2)

❁ الکامل لابن عدی (۳/۳۶۵) والی سند بھی سخت ضعیف ہے۔ حسام بن

مصک ''متروک ومنکر الحدیث'' ہے۔

❁ تاریخ بغداد (۱۶/۹۱) والی سند بھی ضعیف ہے۔ابوبکر احمد بن محمد بن عمر بن عبدالرحمٰن منکدری متکلم فیہ راوی ہے،اس کی بعض منکر روایات ہیں۔

❁ الکامل لابن عدی (۷/۳۵۹) میں محمد بن فضل بن عطیہ نے اس روایت کو سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی مسند بنایا ہے، جبکہ یہ سند جھوٹی ہے، محمد بن فضل ''کذاب ووضاع'' ہے۔

سوال: امام مسلم رحمہ اللہ امام بخاری رحمہ اللہ کے بارے میں کیا رائے رکھتے تھے؟

جواب: امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ امام مسلم رحمہ اللہ کے استاذ تھے۔

❁ امام مسلم رحمہ اللہ (۲۶۱ھ) نے امام بخاری رحمہ اللہ کے سر کو بوسہ دیا اور فرمایا:

لَا يُبْغِضُكَ اِلَّا حَاسِدٌ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَّيْسَ فِي الدُّنْيَا مِثْلُكَ .

''آپ سے کوئی حاسد ہی بغض رکھ سکتا ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ دنیا میں آپ جیسا کوئی نہیں۔''

(الإرشاد للخليلي : 961/3، وسندهٗ صحيحٌ)

✿ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس قول کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(تغليق التّعليق : 429/5)

❁ امام مسلم بن حجاج رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

جَاءَ إِلَى مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ الْبُخَارِيِّ، فَقَبَّلَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ، وَقَالَ : دَعْنِي حَتّٰى أُقَبِّلَ رِجْلَيْكَ يَا أَسْتَاذَ الْأُسْتَاذِينِ، وَسَيِّدَ الْمُحَدِّثِينَ، وَطَبِيبَ الْحَدِيثِ فِي عِلَلِهِ .

''آپ رحمہ اللہ امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ کے پاس آئے، ان کے ماتھے کا بوسہ لیا اور کہا: اجازت دیجئے کہ میں آپ کے پاؤں چوم لوں، اے استاذوں کے استاذ، اے محدثین کے سرداراور اے علل حدیث کے ماہر!''

(معرفة علوم الحديث للحاكم، ص 113، تاريخ بغداد للخطيب: 121/15، تاريخ ابن عساكر: 68/52، التقييد لمعرفة رواة السّنن والمسانيد لابن نقطة: 331، وسندهٗ حسنٌ)

❀ فقیہ نیشاپور، یعقوب بن محمد ابو یوسف اخرم رحمہ اللہ (۲۸۷ھ) فرماتے ہیں:

رَأَيْتُ مُسْلِمَ بْنَ الْحَجَّاجِ بَيْنَ يَدَيْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ الْبُخَارِيِّ وَهُوَ يَسْأَلُهُ سُؤَالَ الصَّبِيِّ الْمُتَعَلِّمِ.

''میں نے امام مسلم بن حجاج رحمہ اللہ کو امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ کے سامنے ایک طالب علم بچے کی طرح سوال کرتے دیکھا۔''

(تاريخ بغداد للخطيب: 340/2، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ حافظ خطیب بغدادی رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّمَا قَفَا مُسْلِمٌ طَرِيقَ الْبُخَارِيِّ وَنَظَرَ فِي عِلْمِهِ، وَحَذَا حَذْوَهٗ.

''امام مسلم رحمہ اللہ امام بخاری رحمہ اللہ کے طریقہ پر چلے ہیں، انہوں نے آپ رحمہ اللہ کے علم میں گہری نظر کی ہے اور آپ کے قدم پر قدم رکھا ہے۔''

(تاريخ بغداد: 102/13)

سوال: کیا سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی تدفین کے وقت قبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے آواز آئی کہ حبیب کو حبیب سے ملا دیں؟

جواب: جھوٹ ہے۔ اس بارے میں کوئی روایت ثابت نہیں۔

❀ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:

كُنْتُ أَوَّلَ مَنْ يُؤْذَنُ إِلَى الْبَابِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! هٰذَا أَبُو بَكْرٍ مُسْتَأْذِنٌ، فَرَأَيْتُ الْبَابَ قَدْ تُفْتَحُ، وَسَمِعْتُ قَائِلًا يَقُولُ: أَدْخِلُوا الْحَبِيبَ إِلٰى حَبِيبِهٖ، فَإِنَّ الْحَبِيبَ إِلَى الْحَبِيبِ مُشْتَاقٌ.

''میں سب سے پہلا شخص تھا، جسے دروازے سے اندر جانے کی اجازت ملی۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ ابوبکر ہیں اور اجازت طلب کر رہے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ دروازہ کھلا اور میں نے ایک کہنے والے کو یہ کہتے ہوئے سنا: حبیب کو حبیب کے پاس لے آؤ، کیونکہ حبیب اپنے حبیب سے ملاقات کا مشتاق ہے۔''

(تاریخ دِمَشق لابن عَساکر: 436/30)

روایت باطل ہے۔

❀ حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

هٰذَا مُنْكَرٌ، وَرَاوِيهِ أَبُو الطَّاهِرِ مُوسَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَطَاءٍ الْمَقْدِسِيُّ [كَذَّابٌ]، وَعَبْدُ الْجَلِيلِ مَجْهُولٌ.

''منکر ہے۔ ابوطاہر موسیٰ بن محمد مقدسی کذاب ہے اور عبدالجلیل مجہول ہے۔''

① ابوطاہر موسیٰ بن محمد مقدسی کے بارے میں امام ابوحاتم رازی، موسیٰ بن سہل رملی اور امام ابوزرعہ رازی رحمہم اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ يَكْذِبُ. ''یہ (حدیث میں) جھوٹ بولتا تھا۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم: 161/8)

امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مُنْكَرُ الْحَدِيثِ، وَيَسْرِقُ الْحَدِيثَ .

''منکر الحدیث ہے اور حدیث کا سرقہ کرتا تھا۔''

(الكامل في ضُعَفاء الرّجال : 347/6)

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَضَعُ الْحَدِيثَ عَلَى الثِّقَاتِ .

''یہ ثقہ راویوں سے منسوب روایتیں گھڑتا تھا۔''

(كتاب المجروحين : 243/2)

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَتْرُوكُ الْحَدِيثِ .

''متروک الحدیث ہے۔'' (العلل : 179/1)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اسے ''کذاب'' اور ''متہم'' قرار دیا ہے۔

(المُغني في الضّعفاء : 686/2)

② حبہ عرنی جمہور کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس روایت کو باطل قرار دیا ہے۔

(لسان الميزان : 391/3)

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

لَمَّا مَرِضَ أَبِي أَوْصٰى أَنْ يُّؤْتٰى بِهٖ إِلٰى قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَيُسْتَأْذَنَ لَهٗ، وَيُقَالَ : هٰذَا أَبُو بَكْرٍ يُّدْفَنُ عِنْدَكَ يَا

رَسُولَ اللّٰهِ! فَإِنْ أَذِنَ لَكُمْ فَادْفَعُونِي، وَإِنْ لَّم يُؤْذَنْ لَّكُمْ فَاذْهَبُوا بِي إِلَى الْبَقِيعِ، فَأُتِيَ بِهٖ إِلَى الْبَابِ، فَقِيلَ : هٰذَا أَبُو بَكْرٍ قَدِ اشْتَهٰى أَنْ يُّدْفَنَ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَدْ أَوْصَانَا، فَإِنْ أُذِنَ لَنَا دَخَلْنَا، وَإِنْ لَّمْ يُؤْذَنْ لَّنَا انْصَرَفْنَا، فَنُودِينَا أَنِ ادْخُلُوا وَكَرَامَةً، وَسَمِعْنَا كَلَامًا وَّلَمْ نَرَ أَحَدًا .

''جب میرے والد بیمار ہوئے، تو انہوں نے وصیت فرمائی کہ انہیں (وفات کے بعد) نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک پر لے جایا جائے اور آپ ﷺ سے اجازت طلب کرتے ہوئے کہا جائے: اللہ کے رسول! یہ ابوبکر ہیں اور انہیں آپ کے قریب دفن کیا جا رہا ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو مجھے وہاں دفن کر دینا اور اگر تمہیں اجازت نہ ملے تو مجھے بقیع میں لے جانا۔ (جب سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو) انہیں دروازے پر لایا گیا اور کہا گیا: یہ ابوبکر ہیں جو کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دفن ہونے کی خواہش رکھتے تھے اور اس حوالے سے ہمیں وصیت کر چکے ہیں۔ اگر ہمیں اجازت ملے گی تو ہم داخل ہوں گے، ورنہ لوٹ جائیں گے۔ ہمیں آواز آئی کہ عزت کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔ ہمیں آواز دینے والا سنائی نہیں دیا۔''

(الخصائص الكبرٰى للسّيوطي : 492/2)

روایت بے سند اور باطل ہے۔ حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے اسے خطیب بغدادی رحمہ اللہ کی کتاب [رُوَاۃ مالک] کے حوالے سے ذکر کیا ہے، جو کہ مفقود ہو چکی ہے، نیز سیوطی رحمہ اللہ نے خطیب بغدادی رحمہ اللہ سے اس روایت کو ''غریب جدا'' کہنا بھی نقل کیا ہے۔

سوال: درج ذیل روایت بلحاظ سند کیسی ہے؟

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خَرَجَ نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ بِالنَّاسِ يَسْتَسْقِي فَإِذَا هُوَ بِنَمْلَةٍ رَافِعَةٍ بَعْضَ قَوَائِمِهَا إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ : ارْجِعُوا فَقَدِ اسْتُجِيبَ لَكُمْ مِنْ أَجْلِ شَأْنِ هٰذِهِ النَّمْلَةِ .

''ایک نبی لوگوں کے ساتھ بارش کی دعا کرنے کے لیے نکلے، اچانک دیکھا کہ ایک چیونٹی آسمان کی طرف ٹانگیں اٹھائے ہوئے تھی، تو نبی نے کہا: واپس لوٹ جائیں، اس چیونٹی کی وجہ سے آپ کی دعا قبول ہوگئی ہے۔''

(سنن الدّارقطني : 1797)

جواب: روایت ضعیف ہے۔ عون مولیٰ اُم یحییٰ کی زہری سے روایت **منقطع** ہے، جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا ہے۔

(التاريخ الكبير : 16/7)

مستدرک حاکم (۱۲۱۵) میں عون مولیٰ اُم یحییٰ نے سماع کی تصریح ہے، مگر یہ کسی راوی کا وہم ہوسکتا ہے، کیونکہ امام بخاری رحمہ اللہ علل حدیث کے امام ہیں، انہی کی بات راجح ہے۔

شرح مشکل الآثار للطحاوی (۸۷۵) والی سند سخت ضعیف ہے۔ سلامہ بن روح ''ضعیف ومنکرالحدیث'' ہے۔

❀ اسی معنی کا ایک قول ابوصدیق ناجی رحمہ اللہ سے منقول ہے۔

(مصنّف ابن أبي شيبة : 34273)

سند ضعیف ہے۔ زید عمی ضعیف ہے۔